مطالعۂ قرآن حکیم

ڈاکٹر اسرار احمد

سورۂ ہود

آیات ۱۰۰—۱۰۵

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ۔ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيْدٌ ○

وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِىْ

يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَىْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ

تَتْبِيْبٍ ○ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِىَ ظَالِمَةٌ ؕ

اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ○ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ

الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ○ وَمَا

نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ○ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ

فَمِنْهُمْ شَقِىٌّ وَّسَعِيْدٌ ○

"یہ بستیوں کی سرگزشتوں میں سے چند ہیں جو ہم تمہیں سنا رہے ہیں، ان میں سے بعض (تاحال) قائم ہیں اور بعض کی فصل (کبھی کی) کٹ چکی! اور ہم نے ان پر (ہرگز) ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنے آپ پر ظلم ڈھایا تو جب تیرے رب کا حکم (عذاب) آ پہنچا تو ان کے کچھ بھی کام نہ آ سکے ان کے وہ (مزعومہ) معبود جنہیں وہ اللہ کو چھوڑ کر پکارا کرتے تھے۔ اور انہوں نے ان کی بربادی کے سوا اور کسی چیز میں اضافہ نہ کیا اور ایسے ہی ہوتی ہے تیرے رب کی پکڑ جب وہ بستیوں کو پکڑتا ہے جبکہ وہ ظلم پر کاربند ہوتی ہیں۔ یقیناً اس کی پکڑ نہایت دردناک بھی ہے اور حد درجہ سخت بھی۔

بے شک اس میں اس انسان کے لیے بڑی نشانی ہے جو عذابِ آخرت کا خوف رکھتا ہو۔ وہ ایسا دن ہوگا جس میں تمام انسان جمع کیے جائیں گے اور وہ (سب کی) حاضری کا دن ہوگا۔ اور ہم اسے ٹال نہیں رہے مگر (صرف) ایک گنی چنی مدت کے لیے جب دن وہ آدھمکے گا تو کسی جان کو اس کے اِذن کے بغیر بولنے کا یارا نہ ہوگا۔ پس ان میں سے کچھ نیک بخت ہوں گے اور کچھ بدبخت!

قومِ نوحؑ، قومِ ہودؑ، قومِ صالحؑ، قومِ لوطؑ، قومِ شعیبؑ اور آلِ فرعون پر رسولوں کی دعوت پر لبیک نہ کہنے بلکہ اعراض و انکار اور کفر و تکذیب کی روش پر جم جانے کے باعث جو عذابِ استیصال نازل ہوا اس کے تذکرے کے بعد اب ایک نہایت جامع تبصرہ آیاتِ زیرِ درس میں ہو رہا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: "ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيْدٌ" یعنی "اے نبی! نسلِ آدم کی تاریخ کے دوران جن بستیوں پر ان کے رہنے والوں کے کفر پر اصرار کے باعث عذابِ ہلاکت نازل ہوا اُن میں سے صرف چند کے حالات ہیں جو ہم آپ کو سُنا رہے ہیں، ان بستیوں میں سے بعض تو وہ ہیں جو بالکل ملیامیٹ ہوگئیں اور ان کا نام و نشان بھی مٹ گیا۔ جیسے کہ قرآنِ حکیم میں دوسرے مقامات پر آتا ہے کہ "كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ" یعنی "جیسے کہ کل وہاں کچھ تھا ہی نہیں!" (یونس: ۲۴) یا جیسے "كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا" یعنی "جیسے کہ وہاں کبھی آباد ہی نہ تھے!" (الاعراف ۹۲، ہود: ۶۸، ۹۵) یا جیسے "لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ" یعنی "صرف مسکن رہ گئے، ان میں سکونت رکھنے والوں کا نام و نشان تک مٹ گیا" (الاحقاف: ۲۵)۔ اور بعض ان میں سے تا حال قائم ہیں۔ یہ معاملہ ہے مصر کا کہ آلِ فرعون پر عذاب ان کی بستیوں میں نہیں آیا بلکہ مشیتِ الٰہی نے انہیں ان کی بستیوں سے نکالا اور سمندر میں غرق کر دیا۔ چنانچہ قوم تو ہلاک ہوگئی لیکن ان کی بستیاں جوں کی توں قائم رہ گئیں۔

اس کے بعد فرمایا: وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ یعنی ہم نے ان پر ہرگز کوئی زیادتی نہیں کی، وہ خود ہی ہمارے قانونِ مجازات کی زد میں آگئے۔ گویا انہوں نے خود ہی اپنی جانوں پر ظلم ڈھایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو عقل و شعور کی استعدادات ان کو عطا فرمائی تھیں ان کو بے کار کر کے رکھ چھوڑا اور اندھے بہرے ہو کر شہوات و خواہشات کی پیروی میں لگ گئے۔

• فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ یعنی جب

ان کی اس شامتِ اعمال کے باعث ان پر اللہ کا عذاب نازل ہوا تو ان کے وہ نام نہاد دیوی دیوتا ان کے کچھ بھی کام نہ آسکے جنہیں وہ اللہ کو چھوڑ کر پکارا کرتے تھے۔ اس لیے کہ ان کا حقیقی وجود تو کوئی تھا ہی نہیں، وہ تو سرتا سر اُن کے اپنے ذہن کے تراشیدہ اور وہم کی پیداوار تھے۔ بقول علامہ اقبال مرحوم ؎ "می تراشد فکرِ ما ہر دم خداوندے دگر"۔ "وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ" یعنی انہوں نے اُن کے حق میں کسی چیز کا اضافہ نہ کیا سوائے تباہی و بربادی کے۔ اس لیے کہ وہ اپنے ان ہی جھوٹے ذہنی سہاروں کے باعث اپنی غلط کاریوں اور کج رویوں میں جری ہوتے چلے گئے تھے۔ اگر یہ غلط سہارا نہ ہوتا تو ممکن ہے کبھی حقیقت ان پر منکشف ہو ہی جاتی اور ان کے قدم راستی کی جانب اٹھ ہی جاتے۔ مذکورہ معذّب اقوام میں سے صرف قومِ نوحؑ کے بارے میں بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے بُت بعض فوت شدہ بزرگوں کے نام پر بنائے گئے تھے۔ گویا ان کا طرزِ عمل وہی تھا جو بعد میں پوری شدّت کے ساتھ نصاریٰ نے اختیار کیا کہ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر حضرتِ مسیحؑ ہی کو معبود بنالیا۔ ان کے معاملے میں "وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ" کا یہ اضافی مفہوم بھی سامنے آتا ہے کہ محاسبۂ اُخروی کے وقت اللہ کے ان پیغمبروں اور اولیاء کی اپنے نام نہاد پرستاروں سے بیزاری و براءت ان کی ذلت و خواری میں مزید اضافے کا سبب بنے گی۔ عین ممکن ہے کہ بعض دوسری اقوام کے مزعومہ معبودوں کا معاملہ بھی ایسا ہی ہو۔ واللہ اعلم!

آگے ارشاد ہوتا ہے: "اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ" یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قولِ مبارک کے مصداق "اَلسَّعِيْدُ مَنْ وُّعِظَ بِغَيْرِهٖ" یعنی "اصل نیک بخت وہ ہے جو دوسروں کے احوال سے سبق حاصل کرے"! ان حالات و واقعات میں بڑا سبق ہے اور بڑی عبرت ہے ہر اس شخص کے لیے جو کسی بھی درجے میں عذابِ اُخروی کا خوف رکھتا ہو۔ واضح رہے کہ قرآن حکیم کے بے شمار مقامات سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی عملی زندگی پر اصل چھاپ ایمان بالآخرت ہی کی پڑتی ہے۔ اگر انسان کو سرے سے آخرت کا یقین ہی نہ ہو یا اُس کا اقرار تو ہو لیکن کسی دو سحر غلط عقیدے جیسے شفاعتِ باطلہ کی امیدِ موہوم کے باعث سزا اور عقوبت کا خوف بالکل زائل ہو جائے، تو ایسے شخص کا راہ ہدایت پر آنا محال ہے۔ اس کے برعکس اگر عذابِ اُخروی کا خوف کسی درجے میں بھی برقرار ہو تو جلد یا بدیر ہدایت

نصیب ہو جانے کا امکان بھی برقرار رہتا ہے۔

آگے قیامت کے دن کے بارے میں فرمایا: "ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ" یعنی "وہ دن ایسا ہوگا کہ اس میں پوری نوع انسانی جمع کی جائے گی اور وہ دن ہوگا حاضری اور پیشی کا!" یہ بالکل وہی اسلوب بیان ہے جو سورۃ التغابن میں بایں الفاظ وارد ہوا ہے کہ "يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ" یعنی "یاد کرو اس دن کو جس دن کہ وہ تم سب کو جمع کرے گا جمع کرنے کے دن۔ وہی دن ہوگا ہار اور جیت اور سود و زیاں کے اصل فیصلے کا!" اس دن تمام انبیاء و رسل اور کُل داعیانِ حق بھی موجود ہوں گے اور گواہیاں دیں گے بلفوائے الفاظِ قرآنی "فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَاۤءِ شَهِيْدًا"۔ ان کی دعوت پر لبیک کہنے والے بھی ہوں گے اور "شُهَدَاۤءَ عَلَى النَّاسِ" کی حیثیت سے پیش ہوں گے۔ اور کافر و مشرک بھی موجود ہوں گے جن کے خلاف داعیانِ حق ہی نہیں خود ان کے اپنے ہاتھ پیر اور اعضاء و جوارح بھی گواہیاں دیں گے۔

آگے فرمایا: "وَمَا نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ" یعنی وہ وقت اگر فوراً نہیں آ رہا تو اس دھوکے میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے کہ وہ کبھی بھی نہیں آئے گا۔ یا یہ کہ وہ ابھی اتنی دور ہے کہ فوری طور پر اپنے عیش کو منغض کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تاخیر و تعویق بس ایک گنی چُنی مدت کے لیے ہی ہے۔ یہ الفاظِ مبارکہ ہرگز کسی مبالغے پر مبنی نہیں ہیں بلکہ عین حق ہیں' اس لیے کہ ایک تو بندوں کا حساب اور ہے اور اللہ کا حساب اور۔ اس کی تقویم کا ایک دن انسانوں کے حساب کے ہزاروں سال کے برابر ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ کے علمِ ازلی میں ہر شئی بآنِ واحد موجود ہے۔ جیسے سورۃ المعارج میں فرمایا کہ "اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا وَّ نَرٰىهُ قَرِيْبًا" "یہ لوگ اُسے دُور دیکھ رہے ہیں اور ہم اسے بالکل سامنے دیکھ رہے ہیں" اور تیسرے یہ کہ تمام انسانوں کی اجتماعی قیامت چاہے ابھی کچھ دور ہی ہو ہر انسان کی انفرادی قیامت یعنی موت تو ہر دم اُس کے سر پر منڈلا ہی رہی ہے۔ جیسے کہ فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: "مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهٗ" یعنی "جس شخص کی موت آگئی اس کی قیامت تو قائم ہو ہی گئی!"

آخر میں فرمایا: "يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّ سَعِيْدٌ" یعنی "جس دن وہ وقت آن پہنچے گا تو کوئی ذی نفس کلام تک نہ کر سکے گا سوائے اُس کے جسے اللہ تعالیٰ اجازت

مرحمت فرمائیں"۔ اس میں قطعی نفی ہو گئی مشرکین کے تصورات کی جو وہ بالخصوص شفاعتِ باطلہ کے ضمن میں رکھتے ہیں، یعنی یہ کہ ان کے مزعومہ معبود اللہ کے یہاں اُن کے سفارشی بنیں گے۔ بمصداقِ الفاظِ قرآنی: "هٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللهِ" (یونس: ۱۸) یعنی "ہمارے یہ معبود اللہ کے یہاں ہمارے سفارشی بنیں گے"۔ وہاں تو صورت یہ پیش آئے گی کہ: "يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا" یعنی وہاں اوّل تو بغیر اذنِ رب کوئی بول ہی نہیں سکے گا اور جب بولے گا تو سوائے حق اور صحیح بات کے اور کچھ زبان سے نہ نکال سکے گا"۔ نتیجۃً نوعِ انسانی دو گروہوں میں منقسم ہو جائے گی، ایک گروہ نیک بختوں پر مشتمل ہو گا دوسرا بدبختوں پر۔ ان کے انجام کی تفصیل آگے آئے گی۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

حضرت مولینا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ

اپنی تالیف **وحدتِ اُمّت** میں اگر

○ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا سید انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ

کے دو ایمان افروز اور سبق آموز واقعات کے سوا اور کچھ نہ لکھتے

تب بھی یہ کتاب موتیوں میں تُلنے کی مستحق ہوتی

وقت کے اہم ترین موضوع پر اِس بہترین اور مفید ترین کتاب کو

اب مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور نے شایانِ شان طور پر شائع کیا ہے۔

بڑے سائز کے ۵۲ صفحات ○ عمدہ دبیز کاغذ ○ دیدہ زیب کور

ھدیہ: ۶ روپے ○ علاوہ محصول ڈاک